بارناباس اور اس کی اہمیت

بشیر محمود اختر *

بارناباس کا لفظ بائبل میں پہلی بار نئے عہد نامے کی کتاب ''رسولوں کے اعمال'' میں اس طرح آیا ہے :

''اور یوسف نام ایک لاوی (۱) تھا جس کا لقب رسولوں نے برنباس، یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا۔'' (۲)

برنباس یا برنا باس لکھنا درست نہیں۔ صحیح لفظ بار کے ساتھ ہے جس کا معنی بن یا بیٹا کے ہیں۔ ڈاکٹر عابد احمد علی نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا تھا کہ بار کے معنی وہی ہیں جو ابن کے ہیں۔ (۳)

ایک قدیم بائبل (Hurchmans Family Bible) بتاتی ہے کہ:

''بارناباس ایک عبرانی لفظ ہے جس کا لفظی مفہوم پیش بینی یا بصیرت کا بیٹا ہے۔ یونان میں اس کا ترجمہ تسکین کیا گیا ہے جس میں نصیحت کا مفہوم بھی شامل ہے۔ یہ دونوں کام رسولوں سے متعلق ہیں اور یہاں دونوں مفاہیم مراد ہیں۔'' (۴)

جیمز سٹرانگ نے اپنی لغت میں واضح کیا ہے کہ:

''عبرانی یا آرامی میں بارناباس کا معنی ہے پیش بینی یا بصیرت کا فرزند (بار = بیٹا یا فرزند، نبا = پیش بینی اور نبا لفظ نبی سے ہے، معنی پیش بین یا پیغمبر اور اس کا اصل مادہ نبا ہے جس کا مطلب پیش بینی یا پیش گوئی کرنا ہے۔'' (۵)

بارناباس کا ایک معنی دیوتا کا بیٹا بھی بتایا جاتا ہے۔ (۶) لیکن یہ معنی اس بنیاد پر مسترد قرار دیا گیا ہے کہ ''رسولوں کے اعمال'' کے مؤلف لوقا کے بقول یہ لقب رسولوں نے دیا تھا اور یہ قرین قیاس نہیں کہ وہ کوئی ایسا لقب انتخاب کرتے جس میں کسی کافرانہ دیوتا کی مشابہت پائی جائے۔ (۷)

---

* پروفیسر بشیر محمود اختر، سابق ایڈیٹر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا قدیم ایڈیشن بتاتا ہے کہ اس کا ترجمہ تسکین کا بیٹا کرنے کی بجائے نصیحت یا پیش بینی کا فرزند کرنا زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔(۸)

بارنباس کی شخصیت

''رسولوں کے اعمال'' کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ بارنباس کا اصل نام یوسف تھا اور یوسف نام ایک لاوی تھا جس کا لقب رسولوں نے برنباس، یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا اور جس کی پیدائش کپرس(۹) کی تھی۔اس کا ایک کھیت تھا جسے اس نے بیچا اور قیمت لاکر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دی۔(۱۰)

نیو بائبل ڈکشنری (New Bible Dictionary) واضح کرتی ہے کہ ان کا تعلق ایک قبرصی یہودی قسیسی گھرانے سے تھا لیکن یروشلم کا بانی جان مارک ان کا بھانجا تھا۔(گلتیون،10:4) اور وہ خود یروشلم کلیسا کے ابتدائی رکن تھے جنہوں نے رفاہ عامہ کے لیے (شاید قبرص میں) اپنی جائیداد فروخت کردی تھی (اعمال 36:4) سکندریہ کا کلیمنٹ انہیں ستر حواریوں میں سے ایک شمار کرتا ہے لوقا۔(اعمال 14:14-14) اور پال (کرنتھیوں،6:9) انہیں ایک حواری کہتے ہیں۔لوقا انہیں ''نیک مرد اور روح القدس اور ایمان سے معمور'' لکھتا ہے (اعمال 2:11) وہ بتاتا ہے کہ کم از کم چار مواقع پر ان کی گرم جوشی اور روحانی بصیرت اور ان کے بظاہر ہمہ گیر احترام نے نہایت اہم نتائج برآمد کیے:

الف) ایمان لانے کے بعد پال کو معلوم ہوا کہ مسیحی اسے ایک جاسوس سمجھتے ہیں۔اس موقعے پر بارنباس نے اس کی دست گیری کی اور اسے حواریوں میں متعارف کرایا (اعمال 9:27 گلتیون 1:18)

ب) بارنباس ہی نے انطاکیہ میں حواریوں کی نمائندگی کی، جب کہ غیر یہودیوں کو پہلی بار بڑی تعداد میں مسیحی حلقے میں شامل کیا گیا (اعمال،11:19 اور آگے)

ج) بارنباس کا تیسرا بڑا کارنامہ ان کی وہ لگن تھی جو غیر یہودیوں کو حضرت مسیح پر ایمان لانے کی کوشش میں ظاہر ہوئی (اعمال 13:46) انہوں نے پال کے ساتھ (اعمال 13:14) اپنے سفر کا آغاز اپنے وطن قبرص سے کیا جس کے نتیجے میں وسطی ایشیاء کے دور دراز علاقوں میں زیادہ تر غیر یہودی کلیساؤں کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا جس کی یہودیوں نے سخت مخالفت کی۔کلیسا کے لیے اور

بارناباس کے لیے یہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس وقت تک بارناباس کی حیثیت ایک قائد کی تھی اور پال کی ایک مرید کی۔ قبرص سے روانگی تک کے احوال کے بیان میں لوقا باقاعدگی سے بارناباس کا نام پہلے لکھتا رہا اور پال کا بعد میں۔ بعد ازاں ناموں کی ترتیب بدل جاتی ہے۔

د) بارناباس کو ایک اور اہم فریضہ سونپا گیا تھا۔ انطاکیہ میں ختنے کا مسئلہ ایسی شدت اختیار کر گیا تھا کہ انہیں اور پال کو یہ معاملہ یروشلم کونسل میں پیش کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ ان کی پالیسی کامیابی سے سرفراز ہوئی۔ پھر نمایاں بات یہ ہے کہ بارناباس کا تذکرہ پال سے پہلے ہوا، کارروائی کی روداد میں بھی اور کونسل کے مکتوب میں بھی۔ (۱۱)

فیملی بائبل کی صراحت کے مطابق ان کا جو کردار ابھر کر سامنے آتا ہے، وہ ان کے لقب کے مفہوم سے ہم آہنگ ہے۔ ان کے ابتدائی احوال معلوم نہیں لیکن ایک قدیم روایت انہیں ستر حواریوں میں سے ایک بتاتی ہے یہ بات خارج از امکان نہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کے حلقے میں شامل ہونے والے پہلے صاحب ثروت شخص تھے۔ اس وقت تک ایمان لانے والے تو بالعموم طبقہ غرباء ہی سے ہوا کرتے تھے۔ (۱۲)

ایوری مینز انسائیکلوپیڈیا (Everymans Encyciplaedia) بھی مندرجہ صدر رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان کا لقب ان کے کردار اور خیراتی کاموں کے مناسب حال تھا۔ (۱۳)

بارناباس کے شخصی اوصاف بیان کرتے ہوئے برٹانیکا رقم طراز ہے کہ:

''ان کی قوت کا سرچشمہ ان کا محبت بھرا دل تھا (رسولوں کے اعمال 24:11)۔ انہیں اشخاص کے بارے میں روحانی ہمدردانہ بصیرت عطا ہوئی تھی (اعمال، 27:9) اور وہ ایمان سے معمور تھے (اعمال 23:11 اور آگے) ان کی طبعی فیاضی سے ان کے ساتھیوں کی ضروریات پوری ہوتی رہتی تھیں۔ تاہم ہمیں بارناباس کو محض ایک عمدہ کردار کہہ کر نہیں گزر جانا چاہیے۔ ان کی خدمات ابتدائی کلیسا کے لیے بہت وقیع ہیں۔ یروشلم کا کلیسا ان جیسے صاحب بصیرت و صاحب اختیار ہی کو انطاکیہ روانہ کر سکتا تھا تاکہ وہ وہاں کے مسائل کا جائزہ لے کر مناسب فیصلہ صادر کر سکیں۔'' (۱۴)

''رسولوں کے اعمال'' میں بارناباس کے کچھ حالات اور شخصی اوصاف بیان ہوئے ہیں جن کے مطالعے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے تبلیغی خطبے بڑے مؤثر ہوتے تھے۔ ان کا اسلوب تقریر لوگوں کی زندگیوں کا رخ بدل دیتا تھا اور دلوں کی تسکین کا باعث ہوتا تھا۔ پھر فیاضی، ایمان داری اور گرم جوشی ان کی نمایاں صفات معلوم ہوتی ہیں۔ اپنی انہی فضیلتوں کی وجہ سے وہ ان اولین سربرآوردہ مبلغین میں سے تھے جنہیں تبلیغی مقاصد کے لیے باہر بھیجا گیا تھا بلکہ مسیحیت کی تاریخ میں پہلا مشن بارناباس ہی کی قیادت میں یروشلم سے روانہ ہوا تھا۔ راہ کے مصائب اور حصول مقصد کی مشکلات کے باوجود انہیں اپنی توقع سے زیادہ کامیابی نصیب ہوئی۔ پال ان کے معاون کے طور پر شریک سفر تھا۔

بارناباس کے ان اوصاف اور امتیازات سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ ابتدائی کلیسا کی ایک غیر معمولی شخصیت تھے۔ خود بارنباس کی انجیل کے مطالعے سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مجلسوں میں موجود ہوتے تھے اور ان کے احوال و وقائع کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے والے اور ان کے مواعظ و فرمودات کو اپنے کانوں سے سننے والے تھے۔ پھر اس میں بھلا تعجب کی کیا بات ہے کہ ایسا شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک ہو!۔

بارناباس۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری

بارناباس نے اپنی انجیل کے آغاز ہی میں بتایا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کے حواری تھے۔

''یسوع ناصری، موسوم بہ مسیح، کے حواری، برناباس کی تمام لوگوں کو جو زمین پر بستے ہیں، امن اور تسلی کی دعا پہنچے۔'' (۱۵)

پھر انہوں نے حواریوں کی جو فہرست درج کی ہے، اس میں تیسرے نمبر پر ان کا نام آتا ہے۔
اندریاس اور اس کا بھائی، پطرس ماہی گیر، برناباس جس نے یہ تحریر لکھی۔ (۱۶)

اناجیل اربعہ میں سے کسی میں بھی ایسا کوئی دعویٰ نہیں ملتا کہ لکھنے والا خود حواری ہے بلکہ اس سلسلے میں ان اناجیل میں اختلافات و تضادات موجود ہیں۔ بہرحال بارناباس کے اس بیان پر شبہے اور اعتراض کی

کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔

بارہ حواریوں کی کم از کم ایک ایسی فہرست اور بھی موجود ہے جس میں بارناباس کا نام شامل ہے۔ اب جن تحریروں کو کلیمنٹ کی جعلی تحریروں کا نام دیا جاتا ہے، ان میں بارہ حواریوں کی فہرست میں دسویں نمبر پر بارناباس کا نام درج ہے۔(۱۷)

مسیحی ادبیات میں حواری کے لیے رسول (Apostle) کا لفظ مستعمل ہے۔ یہ لفظ بارناباس کے لیے بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اس لفظ کے استعمال کے سلسلے میں بعض تفاصیل پیش نظر رہنی چاہئیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا لکھتا ہے کہ:

''اعمال'' میں رسول کا لفظ چھبیس مرتبہ استعمال ہوا ہے، چوبیس بار تو بارہ حواریوں کے لیے، دو بار خلاف توقع، بالکل اتفاقی طور پر اور بلا کسی صراحت کے پال اور بارناباس کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ پال تو یہ لقب اختیار کرنے کا باقاعدہ مدعی ہے۔''

مثال کے طور پر یہ عبارات ملاحظہ ہوں:

(الف) پولس کی طرف سے جو خدا کی مرضی سے مسیح یسوع کا رسول ہے۔(2 کرنتھیوں، 1:1)

(ب) پولس کی طرف سے جو خدا کی مرضی سے مسیح یسوع کا رسول ہے۔(افسیوں، 1:1) اسی طرح کلسیوں، 1:1 اور 2۔ تھیس، 1:1 میں بھی یہی دعویٰ موجود ہے۔

آگے چل کر برٹانیکا واضح کرتا ہے کہ 2۔ کرنتھیوں 13:9 میں پال نے جھوٹے رسولوں کا ذکر کیا ہے اور درشتی سے شاید اس لیے کہ اسے اپنا دعویٰ تسلیم کرانے میں کچھ مشکلات کا سامنا تھا۔(۱۸)

انسائیکلو پیڈیا ایمرکانا کے بیان کے مطابق:

''اول بارہ حواریوں کے علاوہ بارناباس اور پال جیسے مبلغ اور قائد اس لقب سے پکارے گئے۔ پال اپنے رسول ہونے پر بہت اصرار کرتا ہے اور اپنے آپ کو غیر قوموں کا رسول کہتا ہے (رومیوں، 13:11) اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے یسوع کو دیکھا

(1- کرنتھیوں، 1:1) اور معجزے پیش کیے...... میں ان افضل رسولوں میں سے کسی بات میں کم نہیں، اگر چہ کچھ نہیں ہوں...... رسول ہونے کی علامتیں کمال صبر کے ساتھ نشانوں اور عجیب کاموں اور معجزوں کے وسیلے سے تمہارے درمیان ظاہر ہوئیں۔''
(2- کرنتھیوں12:12) (۱۹)

مندرجہ بالا حوالوں پر قدرے غور و تامل سے دو تین نکات ابھر کر ہمارے سامنے آتے ہیں:

(1) دوسرے حواریوں کی طرح بارناباس کے لیے بھی رسول کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔
(2) پال کو رسول ہونے کا دعویٰ تھا۔ اسے اصرار تھا کہ وہ خدا کی مرضی سے مسیح کا رسول تھا۔
(3) پال کو اپنا دعویٰ منوانے میں مشکلات کا سامنا تھا، اس لیے وہ دوسروں کو جھوٹا اور کمتر ثابت کرنے میں کوشاں رہا۔

معلوم ہوتا ہے کہ پال کی سرگرمیوں کا سخت نوٹس لیا گیا اور اس کی بڑی مخالفت ہوئی نئے عہد نامے میں پال اپنے خطوط میں جگہ جگہ اپنی مخالفتوں کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ کہیں تو وہ اپنی صفائی بیان کرتا دکھائی دیتا ہے، کہیں اختلاف کرنے والوں کو لعن طعن کرتا نظر آتا ہے، حتیٰ کہ حواریوں کے مدمقابل صف آرائی کرتا معلوم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر گلتیوں کے نام اپنے خط میں پال لکھتا ہے:

''جب کیفا (پطرس) انطاکیہ میں آیا تو میں نے رو برو ہو کر اس کی مخالفت کی کیونکہ وہ ملامت کے لائق تھا، اس لیے کہ یعقوب کی طرف سے چند شخصوں کے آنے سے پہلے تو وہ غیر قوم والوں کے ساتھ کھایا کرتا تھا مگر جب وہ آ گئے تو مختونوں سے ڈر کر باز رہا اور کنارہ کیا اور باقی یہودیوں نے بھی اس کے ساتھ ہو کر ریاکاری کی، یہاں تک کہ برنباس بھی ان کے ساتھ ریاکاری میں پڑ گیا۔'' (۲۰)

درحقیقت پال کی تعلیم و تربیت اور فکر و نظر کی راہ حواریوں سے بالکل مختلف تھی۔ ایچ۔ جی۔ ویلز اپنی مختصر تاریخ عالم میں بتاتا ہے کہ: پال کو یہودیت، آفتاب پرستی اور سکندریہ کے مروجہ مذہب کا خوب ادراک تھا، چنانچہ اس نے اس کے بہت سارے خیالات اور ان کی اصطلاحات مسیحیت میں داخل کر دیں۔ اس نے

حضرت مسیح کی اصل تعلیم، آسمان کی بادشاہت کی ترقی وتوسیع کے لیے تو کچھ نہیں کیا مگر خود جو تعلیم دیتا تھا، وہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ نہ صرف مسیح موعود تھے اور یہودیوں کے موعودہ سردار بلکہ یہ کہ ان کی موت بنی نوع انسان کی نجات کے لیے ایک قربانی تھی۔ (۲۱)

اسی طرح ڈاکٹر موریس بوکائی (Dr.Maurice Bucaille) رقم طراز ہیں کہ:

''مسیحیت میں سب سے متنازعہ شخصیت پال کی ہے حضرت عیسیٰ کے گھرانے کے لوگ اور وہ حواری جو یروشلم میں جیمز کے حلقے سے وابستہ تھے، پال کو مسیحی تعلقات سے غداری کرنے والا گردانتے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے جن لوگوں کو اپنی تعلیمات کی اشاعت کے لیے جمع کیا ہوا تھا، پال نے انہیں نظر انداز کر کے مسیحیت کی تخلیق کی حالانکہ وہ حضرت عیسیٰ کی زندگی میں ان سے آشنا تک نہ تھا۔'' (۲۲)

بارناباس کی انجیل میں بھی پال کے بارے میں مخالفانہ رائے کا اظہار ملتا ہے۔ انجیل کے آغاز ہی میں تحریر ہے:

''بہت سے لوگ تقویٰ کے بہروپ میں نہایت غیر متقیانہ عقائد کی تلقین کر رہے ہیں، یعنی مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا، خدا کے تا ابد حکم ختنے کو رد کرنا اور ہر ناپاک گوشت کو حلال کرنا۔ انہیں میں پولس (پال) بھی فریب خوردہ ہے۔'' (۲۳)

لہٰذا یہ بات بآسانی سمجھ میں آنے والی ہے کہ بارناباس کی شخصیت وحیثیت اور ان کی انجیل ناقابل برداشت تصور کی گئی، چنانچہ پال، اس کے شاگردوں اور مریدوں نے اپنی طرف سے انہیں کم تر ثابت کرنے بلکہ صفحہ ہستی سے مٹانے کی پوری کوشش کی۔

بقول مولانا محمد تقی عثمانی:

''سوال یہ ہے کہ برنباس جو کلیسا کے ابتدائی دور میں اہم ترین شخصیت تھا اور جس نے اپنی ساری زندگی تبلیغ ودعوت میں صرف کی تھی، کیا پولس سے اختلاف کرنے کے بعد اس لائق بھی نہیں رہتا کہ پولس کے شاگرد (لوقا وغیرہ) چند سطروں میں اس کا کچھ حال ذکر کریں؟ اس سے سوائے اس کے اور کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ برنباس پولس

کی اصل حقیقت جان چکا تھا اور اس کے بعد اس کی تمام تر کوششیں یہ رہی ہوں گی کہ پولس نے دین عیسوی میں جو تحریفات کی ہیں، ان سے لوگوں کو باخبر کیا جائے اور ظاہر ہے کہ یہ سرگرمیاں ایسی نہ تھیں کہ پولس کے شاگرد انہیں ذکر کرنا پسند کرتے۔'' (۲۴)

یہ حقیقت ضرور پیش نظر رہنی چاہیے کہ اناجیل اربعہ پال کی تعلیمات کے زیر اثر لکھی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں دی گئی حواریوں کی فہرست میں بارناباس کا نام شامل نہیں کیا گیا۔ ''رسولوں کے اعمال'' میں بارناباس کا بہت مختصر سا ذکر ہے۔ اس سے ان کی صداقت و ہمت اور ایثار و ایمان داری کا نقش ضرور ابھرتا ہے لیکن ان کی حیثیت و اہمیت اجاگر نہیں ہوتی اور ان کی شخصیت کا اصل قد و قامت نمایاں نہیں ہونے پاتا۔

انجیل بارناباس میں حضرت عیسیٰ کی سرگذشت کی جزئیات، ان کی تعلیمات کی تفاصیل اور ان کے مکالمات و مواعظ کا جو سرمایہ فراہم کیا گیا ہے، وہ دوسری اناجیل میں نہیں ملتا۔ یہی سبب ہے کہ اس انجیل کا بغور مطالعہ قاری کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ اس صراحت اور یقین کے ساتھ اس کی تحریر و تالیف کا کام حضرت عیسیٰ کے ایک حواری سے کم درجے کی شخصیت کے بس کا روگ نہیں تھا۔ انہوں نے کئی مقامات پر وہ باتیں درج کی ہیں جو حضرت عیسیٰ نے انہیں مخاطب کر کے کہیں۔ مثلاً باب نمبر 10 میں ہے:

''اس نے مجھ سے کہا، بارناباس! یقین جان کہ مجھے ہر نبی اور ہر نبوت کا علم ہے، یہاں تک کہ جو کچھ بھی میں کہتا ہوں، وہ سب اسی کتاب میں سے آیا ہے۔'' (۲۵)

اسی طرح باب نمبر 19 میں ہے:

''یسوع نے آہ بھری اور کہا: اے خداوند! یہ کیا بات کہ میں نے بارہ چنے ہیں اور ان میں سے ایک شیطان ہے۔''

شاگرد اس بات پر سخت ملول ہوئے اور جو یہ لکھ رہا ہے، اس نے یسوع سے چپکے سے پوچھا:

''اے آقا! کیا شیطان مجھے بہکائے گا اور پھر میں لعنتی ٹھہروں گا؟''

یسوع نے جواب دیا:

''اتنا ملول نہ ہو، بارناباس! کیونکہ جن کو خدا نے دنیا میں تخلیق سے پہلے چن لیا ہے،

وہ ہلاک نہ ہوں گے، خوشی منا کیونکہ تیرا نام کتاب حیات میں لکھا ہوا ہے۔" (۲۶)

ایسے قرائن وشواہد اس امر کی واضح نشان دہی کرتے ہیں کہ بارناباس حضرت عیسیٰ کے ایک ممتاز حواری تھے۔

بارناباس کا سن وفات

"رسولوں کے اعمال" کی رو سے پال کے ساتھ اختلافات رونما ہونے کے بعد بارناباس قبرص کو روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد ان کے حالات پر لاعلمی کا اندھیرا چھا جاتا ہے، لہٰذا ان کی وفات کے بارے میں بعض روایات سامنے آتی ہیں۔ وہ شہید کیے گئے تھے یا طبعی موت مرے تھے، پھر یہ کہ کب اور کہاں؟ اس سلسلے میں فراہم ہونے والی بعض معلومات کا جائزہ لینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

چیمبرز انسائیکلو پیڈیا (Chambers Encyclopaedia) کا پرانا ایڈیشن بتاتا ہے کہ ان کی وفات کے متعلق مختلف بیانات ملتے ہیں کہ وہ روم، سکندریہ یا قبرص میں 61ء میں طبعی موت مرے یا شہید ہوئے، رومن کیتھولک چرچ میں ان کا سالانہ تہوار 11 رجون کو منایا جاتا ہے۔ (۲۷)

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا بیان ہے کہ ان کی وفات کی تاریخ یقینی نہیں لیکن انداز "اعمال" کی تحریر (75ء-80ء) سے بہت پہلے۔ (۲۹)

اس سلسلے میں ایوری مینز انسائیکلو پیڈیا کی روایت قدرے قطعیت سے بتاتی ہے کہ بارناباس کے بارے میں یہی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ 61ء میں قبرص کے مقام سلیمس میں شہید کیے گئے تھے۔ بعض روایتوں میں میلان، روم یا سکندریہ بتایا گیا ہے۔ (۳۰)

سلیمس کا حوالہ ایک پرانی چھوٹی سی کتاب (Life of St.Barnabas) میں بھی ملتا ہے کہ بارناباس کی نعش سلیمس سے ڈیڑھ میل دور ایک غار میں ڈال دی گئی تھی۔ قریباً چار سو سال بعد شہنشاہ زینو کے عہد میں یہ نعش صحیح سالم برآمد ہوئی تھی۔ (۳۱)

سلیمس کے ضمن میں برٹانیکا لکھتا ہے کہ بارناباس کا مشہور مقبرہ 488ء میں دریافت ہوا تھا اور اب بھی سینٹ بارناباس کی خانقاہ کے قریب دکھایا جاتا ہے۔ (۳۲)

مندرجہ صدر بیانات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بارناباس 61ء میں سلیمس کے مقام پر شہید کیے گئے تھے اور ان کا مقبرہ ابھی وہاں موجود ہے۔ ان کی یادکا دن 11/جون مقرر کیا گیا ہے، کیا عجب کہ یہی ان کا یوم شہادت ہو۔

بارناباس کی انجیل

زمانہ تحریر

بارناباس اپنی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آخری ملاقات کی تفاصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اور یسوع اس کی طرف مڑا جو لکھتا ہے اور بولا: ''دیکھ، برناباس! تو ضرور بالضرور میری انجیل لکھنا، اس سب کے متعلق جو میرے دنیا میں رہتے ہوئے پیش آیا ہے، اسی طرح وہ بھی لکھنا جو یہوداہ پر افتاد پڑی تاکہ ایمان دار فریب سے نکل سکیں اور ہر ایک سچائی کا یقین کرلے۔''

تب اس نے جو لکھتا ہے، جواب دیا:

''اے استاد! اگر خدا چاہے تو میں یہ سب کروں گا، پر یہوداہ پر جو گذری ہے، وہ میں نہیں جانتا کیونکہ میں نے سب کچھ نہیں دیکھا۔''

یسوع نے جواب دیا:

''یہ یوحنا اور پطرس ہیں جنہوں نے سب دیکھا ہے۔ یہ جو کچھ گذری وہ سب تمہیں بتا دیں گے۔'' (۴۳)

انجیل کے آغاز میں بھی بارناباس نے واضح کر دیا ہے:

''میں وہ سچائی لکھ رہا ہوں جو میں نے دیکھی اور سنی اس گفتگو میں جو یسوع سے میں

نے کی تا کہ تم سلامت رہو اور شیطان سے فریب کھا کر خدا کے فیصلے سے ہلاک نہ ہو۔" (۳۴)

ان بیانات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بارناباس کو انجیل لکھنے کی ہدایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود کی تھی اور بارناباس نے اس کی حامی بھری تھی۔ پھر بارناباس نے اپنی انجیل میں وہیں باتیں لکھیں جو انہوں نے خود دیکھی اور سنی تھیں۔

انجیل کی تحریر کا کام کب شروع ہوا اور کب مکمل ہوا؟ اس سلسلے میں حتمی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں البتہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ پال سے اختلافات واضح ہو جانے کے بعد انجیل کی تکمیل کی نوبت آئی کیونکہ پال کے عقائد کے بارے میں صاف صاف بات لکھ دی گئی مثال کے طور پر انجیل کے آغاز ہی میں بارناباس نے درج کیا ہے:

"بہت سے لوگ تقویٰ کے بہروپ میں نہایت غیر متقیانہ عقائد کی تلقین کر رہے ہیں، یعنی مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا، خدا کے تا ابد حکم ختنے کو رد کرنا اور ہر ناپاک گوشت کو حلال کرنا۔ انہی میں سے پولس (پال) بھی فریب خوردہ ہے جس کا ذکر میں دکھ سے کرتا ہوں۔" (۳۵)

اسی طرح انجیل کی آخری سطروں میں بھی یہ بیان ملتا ہے کہ:

"اوروں نے منادی کی اور اب بھی کرتے ہیں کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے۔ انہی میں سے فریب خوردہ پولس (پال) بھی ہے۔" (۳۶)

بارناباس اور پال کی علیحدگی کا زمانہ متعین کرنا بہت محال ہے لیکن پال کے حالات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جدا ہو کر اپنے طور پر آزادانہ تبلیغ کا کام 46ء کے لگ بھگ شروع کر دیا تھا۔ (۳۷)

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بارناباس نے بھی اسی زمانے میں یا کچھ عرصہ بعد انجیل لکھنے کا آغاز کیا ہوگا۔ بارناباس نے 61ء میں جام شہادت نوش کیا، اس طرح انجیل بارناباس کی تحریر کا زمانہ 46ء اور 61ء کے درمیان سمجھنا چاہیے۔

انجیل برناباس کے قدیم تذکرے

انجیل برناباس کا تذکرہ کئی قدیم کتابوں میں موجود ہے۔اگر یہ پندرھویں یا سولھویں صدی عیسوی کی تصنیف ہوتی جیسا کہ بعض مسیحی علماء اعتراض کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس کا وجود اس سے پیشتر ممکن ہی نہیں تھا اور اس کے تذکرے اور نام ونشان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تحقیق وتجسس کا دامن تھوڑا سا پھیلانے سے حقیقت حال افشا ہونے لگتی ہے اور اس انجیل کی قدامت کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔اس ضمن میں بعض ضروری حوالے پیش خدمت ہیں۔

سینٹ آرینوس کی تحریروں میں تذکرہ (130ء-200ء)

سینٹ آرینوس (Sent.Irenaeus) (130-200) قدیم کلیسا کی مشہور شخصیت ہے۔ایمر کانا آرینوس کے سال پیدائش وشہادت 140ء اور 202ء لکھتا ہے اور بتاتا ہے کہ:

> ''ایک بشپ اور مصنف کی حیثیت سے اس کے اثرات اتنے گہرے تھے کہ ابتدائی مسیحی کلیسا کے بزرگوار اس کی تحریروں سے کثیر تعداد میں حوالے دیتے تھے اس کی کتابیں اگرچہ بڑی تعداد میں تھیں لیکن اس کی مکمل کتابوں میں سے صرف دو باقی رہ گئی ہیں جو دراصل یونانی میں لکھی گئی تھیں۔ بڑی اور اہم تر کتاب کا نام خلاف بدعات (Adversus Haereses) ہے جو لاطینی ترجمے کی صورت میں محفوظ ہے۔'' (۳۸)

آرینوس کا ایمان تھا کہ خدا ایک ہے اور حضرت عیسیٰ اس کے بندے ہیں۔اس نے پال پر سخت تنقید کی تھی کہ وہ مسیحیت میں بے دینی کے بعض عقائد اور افلاطونی فلسفے کو داخل کرنے کا موجب ہوا۔آرینوس کی تحریریوں میں برناباس کی انجیل کے بے شمار حوالے ہوا کرتے تھے۔انہی تحریروں کے مطالعے کے بعد فرامرینو کو اس انجیل کے مطالعے کا شوق پیدا ہوا۔یہی شوق بعد ازاں پوپ کے کتب خانے سے انجیل کا اطالوی نسخہ دریافت کرنے میں رہنما ثابت ہوا۔ (۳۹)

جارج سیل (George Sale) نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن کریم کے دیباچے

(To The Reader) میں بتایا ہے کہ اس انجیل کا اصل نسخہ ایک اطالوی راہب فرامرینو نے دریافت کیا۔ فرامرینو نے آرینوس کی کچھ تحریریں پڑھ رکھی تھیں جن میں انجیل برناباس کے حوالے دیئے گئے تھے۔ اسی سبب سے فرامرینو کو اس انجیل کے مطالعے کا اشتیاق ہوا۔ کرنا خدا کا کیا ہوا کہ اسے پوپ سکسٹس پنجم کے تقرب کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ ایک روز وہ پوپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ پوپ کو نیند آ گئی اور وہ اپنی خواب گاہ میں چلا گیا۔ فرامرینو نے کتب خانے میں سے مطالعے کے لیے کسی کتاب کا انتخاب کرنا چاہا۔ اتفاق سے یہی انجیل اس کے ہاتھ لگی۔ اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہوئے وہاں سے لے گیا۔ پھر اس کے مطالعے کے بعد اور مندرجات سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ (۴۰)

بارناباس کی نعش کے ساتھ انجیل کا نسخہ

برٹانیکا کا قدیم ایڈیشن ہمیں بتاتا ہے کہ شہنشاہ زینو کے عہد حکومت میں بارناباس کی نعش کا سراغ مل گیا تھا۔ (۴۱)

بارناباس قبرص کے باشندے تھے اور ان کا مشہور مقبرہ 488ء میں دریافت ہوا تھا اور اب بھی سینٹ بارناباس کی خانقاہ کے قریب دکھایا جاتا ہے۔

زینو مشرقی رومی شہنشاہ تھا جس کا عہد حکومت 474ء سے 491ء تک ہے۔ زینو کے عہد حکومت میں جب بارناباس کی نعش دریافت ہوئی تھی تو ان کے سینے پر انجیل بارناباس کا وہ نسخہ بھی پڑا ہوا ملا تھا جو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اس کا اندراج مندرجہ ذیل کتاب میں ملتا ہے:

" Acta Sanctorum,Bloand Junii,Tome II. Pages 422-450,

Published in Antwerp in 1698."

رومن کیتھولک چرچ کا دعویٰ ہے کہ بارناباس کی قبر سے جو انجیل برآمد ہوئی تھی، وہ متی کی تھی لیکن یہ جلد دکھانے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ (۴۲)

اس ضمن میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بارناباس کی نعش کو سلیمس سے ڈیڑھ میل دور ایک غار میں ڈال دیا

گیا تھا۔ ان کے سینے پر انجیل متی کا وہ نسخہ تھا جو مؤلف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اس واقعے کے قریباً چار سو سال بعد شہنشاہ زینو کے عہد میں یہ نعش صحیح سالم برآمد ہوئی اور سینے پر وہ انجیل ویسے ہی موجود پائی گئی۔ انجیل کا یہ نسخہ شہنشاہ کے کتب خانے کی زینت بنانے کے لیے قسطنطنیہ بھیجا گیا تھا مگر یہ دوسری بہت ساری قیمتی چیزوں کے ساتھ ترکوں کے حملے کے وقت تباہ و برباد ہو گیا۔ (۴۳)

اسی طرح کا ایک دعویٰ ڈاکٹر جین سلومپ نے بھی کیا ہے کہ بارناباس کی نعش کے ساتھ دستیاب ہونے والی انجیل اصل میں متی کی تھی جسے بارناباس نے خود اپنے ہاتھ سے نقل کیا تھا۔ (۴۴)

ان حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ:

1- بارناباس کی نعش کے ساتھ برآمد ہونے والا نسخہ انجیل بارناباس کا تھا جو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔

2- دوسری روایت کہتی ہے کہ یہ نسخہ انجیل متی کا تھا جو مؤلف کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔

3- تیسری روایت میں کہا گیا ہے کہ یہ انجیل متی کا وہ نسخہ تھا جو بارناباس کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔

آخری دو روایتوں کا باہمی تضاد واضح ہے۔ لیکن ان سے یہی گمان گذرتا ہے کہ بارناباس انجیل متی کا مطالعہ کرتے ہوں گے بلکہ ایک نسخہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر تیار کر لیا ہو گا جو وفات کے وقت ان کے ساتھ دفن ہو کیا گیا۔ اس روایت سے یہ بات لازم آتی ہے کہ بارناباس کی وفات (61ء) سے قبل انجیل متی لکھی جا چکی ہو گی لیکن مسیحی ادبیات کے مطالعے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سن 75ء یا 80ء سے قبل انجیل متی کی تحریر کا سال تسلیم کرنے کے لیے کوئی محقق اور عالم تیار نہیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (۴۵) ایمر کانا (۴۶) چیمبرز (۴۷) وغیرہ اور ڈکشنری آف دا بائبل (۴۸) میں انجیل متی کی تالیف کا سال 75ء سے 100ء تک بتایا جاتا ہے۔ اس طرح یہ قیاس کرنا بھی دشوار ہے کہ بارناباس نے متی کی انجیل دیکھی ہو گی۔ لہذا جو انجیل بارناباس کی نعش کے ساتھ برآمد ہوئی تھی، موجودہ چار انجیلوں میں سے کوئی بھی نہیں تھی بلکہ خود انجیل بارناباس ہی ہو سکتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ دریافت ہوتے ہی غائب کر دی گئی۔ اگر وہ انجیل متی ہوتی تو اس سے تذکرے اور تاریخ میں کہیں اس نسخے کی دریافت کا حوالہ ملتا لیکن اس ضمن میں مکمل خاموشی ہے۔

پوپ جیلاشیس کے فرمان میں حوالہ (492ء-496ء)

پوپ جیلاشیس اول (Pope Gelasius I) مارچ 492ء سے نومبر 496ء تک پوپ کے عہدے پر فائز رہے۔ انہوں نے اپنے زمانہ پاپائیت میں کئی فرامین جاری کیے۔ ان کے ایک فرمان کی رو سے بعض کتابوں کے پڑھنے کی ممانعت کر دی گئی تھی ان کتابوں کی فہرست میں ایک نام انجیل بارناباس کا بھی تھا۔

انصاف پسند مسیحی علماء اس کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکے، مثلاً نیو ٹیسٹامنٹ اپوکرفا کے مولف کا بیان ہے کہ جیلاشیس کے فرمان کے علاوہ ساٹھ (ممنوعہ) کتابوں کی فہرست میں بارناباس کی انجیل کا نام بھی ملتا ہے جو ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہے۔ (۴۹)

انسائیکلو پیڈیا امیر کانا میں یہ عبارت موجود ہے کہ بارناباس کی ایک انجیل ہوا کرتی تھی جس کا حوالہ کئی قدیم مصنفین کے ہاں ملتا ہے۔ خصوصاً جیلاشیس کے فرمان میں۔ (۵۰)

برٹانیکا کے پرانے ایڈیشن میں بھی یہ فقرہ درج ہے کہ ہم عہد قدیم کی تحریروں میں (مثلاً جیلاشیس کے فرمان میں) بارناباس کی انجیل کا تذکرہ پڑھتے ہیں جسے مسترد قرار دیا گیا تھا۔ (۵۱)

برٹانیکا کے 1967ء کے ایڈیشن میں بتایا گیا ہے کہ یہ فرمان غلط طور پر جیلاشیس سے منسوب کیا جاتا تھا (۵۲) اس کے لیے نہ کوئی تحقیقی جواز پیش کیا گیا اور نہ کوئی دلیل دی گئی۔ بعد کے ایڈیشن میں نہ صرف جیلاشیس کے فرمان کا اندراج ہی غائب کر دیا گیا بلکہ انجیل بارناباس کا اندراج بھی ساقط کر دیا گیا۔ اس عمل سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ ایسے بیانات و اندراجات کی قلعی کھل جانے پر دنیا کے اس مستند دائرہ المعارف نے ان کو حذف کر دینے میں عافیت سمجھی اس طریق کار کو بھلا تحقیقات اور علمی دیانت کا نام کیسے دیا جا سکتا ہے؟

پوپ سکسٹس کے کتاب خانے سے اس انجیل کی دریافت (سولھویں صدی میں)

پوپ سکسٹس پنجم (Pope Sixtus V) 1585ء سے 1590ء تک پوپ کے عہدے پر متمکن رہے اور 27 اگست 1590ء کو وفات پائی۔ انہیں ایک عظیم پوپ شمار کیا جاتا ہے۔

جارج سیل نے پوپ سکسٹس پنجم کے کتاب خانے سے انجیل بارناباس کے نسخے کی دریافت کا حال تحریر کیا ہے۔ ایک اطالوی راہب فرامرینو کو پوپ کا تقرب حاصل تھا۔ ایک روز وہ پوپ کے ساتھ کسی کتاب خانے میں موجود تھا کہ پوپ کو نیند آ گئی۔ فرامرینو نے وقت گذاری کے لیے کسی کتاب کا انتخاب کرنا چاہا اتفاق سے پہلی ہی کتاب جو اس کے ہاتھ لگی، یہی انجیل تھی جس کا وہ طلب گار تھا۔ اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور اپنا انعام سمجھتے ہوئے آستین میں چھپا لیا۔ اس نے پوپ کے جاگنے پر اجازت طلب کی اور یہ نعمت غیر مترقبہ اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر اس کے مطالعے کے بعد اس نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ (۵۳)

بعد ازاں یہ انجیل کن کن ہاتھوں سے ہوتی ہوئی دنیا کی نظروں کے سامنے آئی۔

اس انجیل کا تعارف جارج سیل نے کرایا (1734ء)

انجیل بارناباس کا پہلا باقاعدہ تعارف جارج سیل نے اپنے ترجمہ قرآن مجید میں کرایا۔ اس تعارف سے ہی مسلمانوں کو اس انجیل کی موجودگی اور اس کی حقیقت کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔

جارج سیل (1697ء-1736ء) قرآن مجید کے اولین انگریزی مترجمین میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں اردو جامع انسائیکلو پیڈیا بتاتا ہے کہ وہ پیشے کے لحاظ سے قانون دان تھا مگر اس نے اپنے فارغ اوقات میں عربی کی تحصیل کر کے اتنی قابلیت پیدا کر لی تھی کہ قرآن مجید کا ایک ترجمہ انگریزی زبان میں مکمل کر لیا اور مفصل تشریحی حواشی کے علاوہ ''الاسلام'' اور ''عرب قبل الاسلام'' کے موضوع پر ایک مبسوط مقدمہ بھی لکھا۔ یہ ترجمہ سب سے پہلے 1734ء میں طبع ہوا تھا مگر اس کے بعد کئی مرتبہ چھپ چکا ہے۔ سیل نے انجیل کے عربی ترجمے کی بھی نظر ثانی کی۔ اسے اپنے زمانے میں مستشرق کی حیثیت سے یورپ بھر میں شہرت حاصل ہوئی۔ مسلمان اسے مذہبی تعصب سے پاک نہیں سمجھتے۔ (۵۴)

اس انجیل کے انگریزی مترجمین نے اپنے تعارف میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ مسلمانوں کو انجیل بارناباس کی موجودگی کا علم سیل کے مقدمے اور تمہیدی مباحث ہی سے ہوا۔ (۵۵)

انگریزی مترجمین نے اپنے تعارف میں پروفیسر مارگولیتھ کا جو نوٹ شامل کیا ہے۔ اس میں کہا گیا

ہے کہ ابن حزم، ابن تیمیہ، ابوالفضل، المسعودی اور حاجی خلیفہ وغیرہ کے ہاں انجیل بارناباس کا کوئی نام ونشان نہیں ملتا بلکہ مسلمانوں کو اس کا علم سیل کے ترجمہ قرآن ہی سے ہوا۔ (۵۶)

اس انجیل کے عربی مترجم مسیحی عالم ڈاکٹر خلیل سعادت نے اپنے دیباچے میں لکھا ہے کہ:

''یہ بات کیسی عجیب ہے کہ مشہور مسلمان تذکرہ نویسوں اور مصنفین کی کتابوں اور تصانیف میں اس انجیل کا کہیں ذکر تک نہیں۔ قدیم اور جدید زمانوں کے تمام مسلمان مورخ اس بارے میں قطعاً لاعلم نظر آتے ہیں۔ حتی کہ خاص وہ لوگ جن کا کام ہی دینی مباحثہ اور مجادلہ تھا۔ وہ بھی اس انجیل کا کہیں تذکرہ نہیں کرتے حالانکہ انجیل بارناباس ان کے لیے شمشیر براں کی قائم مقام اور ان کے مخالفین کے واسطے مذہبی مناظروں میں مثل صمصام تھی۔ پھر بھی عجیب نہیں بلکہ عجیب تر یہ ہے کہ عرب وعجم کے قدیم علماء کی فہرست ہائے کتب اور مستشرقین یورپ کی مرتب کردہ فہرستوں تک میں اس انجیل کا نام ونشان نظر نہیں آتا اور انہوں نے جس تلاش سے قدیم وجدید نادر ترین عربی کتابوں کی فہرستیں بنائی ہیں، اس کے دیکھتے ہوئے یہ امر بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی معرکتہ الاراء کتاب کا وہ سماعی خبر کے طور پر بھی ذکر نہ کرتے۔ (۵۷)

''تفہیم القرآن'' میں مولانا مودودی نے بھی واضح کیا ہے کہ:

''جارج سیل کے انگریزی مقدم ترجمہ قرآن سے پہلے مسلمانوں کو سرے سے اس کے وجود تک کا علم نہ تھا۔ طبری، یعقوبی، مسعودی، البیرونی، ابن حزم اور دوسرے مصنفین جو مسلمانوں میں مسیحی لٹریچر پر وسیع اطلاع رکھنے والے تھے۔ ان میں سے کسی کے ہاں بھی مسیحی مذہب پر بحث کرتے ہوئے انجیل بارناباس کی طرف اشارہ تک نہیں ملتا۔ دنیائے اسلام کے کتاب خانوں میں جو کتابیں پائی جاتی تھیں۔ ان کی بہترین فہرستیں ابن ندیم کی الفہرست اور حاجی خلیفہ کی کشف الظنون ہیں اور یہ بھی اس کے ذکر سے خالی ہیں۔ انیسویں صدی سے پہلے کسی مسلمان عالم نے انجیل بارناباس کا نام تک نہیں لیا۔'' (۵۸)

ان بیانات سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ جارج سیل کے تذکرے سے پہلے مسلمانوں کو انجیل بارناباس کا علم تک نہ تھا اور وہ اس کی موجودگی سے بالکل ناآشنا تھے۔

لانس ڈیل/لارا رگیک کا انگریزی ترجمہ (1907ء)

انجیل بارناباس کے اطالوی متن سے انگریزی ترجمہ کا کام لانس ڈیل اور لارا رگیک (Lonsdale and Laura Ragg) نے قریباً چار برس کی محنت سے مکمل کیا۔ انگریزی ترجمہ اطالوی متن کے ساتھ طبع ہوا۔ ایک صفحے پر اطالوی متن ہے اور اس کے مقابل دوسرے صفحے پر انگریزی ترجمہ پیش لفظ کے نیچے مقام وینس اور تاریخ 1906ء All Saints, Day درج ہے۔ یعنی یکم نومبر 1906ء اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس روز ترجمے، تعارف اور پیش لفظ کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

یہ ترجمہ 1907ء میں کلیرنڈن پریس آکسفورڈ سے چھپا۔ پیش لفظ کے تین سو صفحات، تعارف اڑسٹھ صفحات، اطالوی اور انگریزی متن مع کتابیات اور حوالہ جات پانچ سو صفحات۔ یہ انگریزی ترجمہ شائع ہوتے ہی پر اسرار طور پر غائب کردیا گیا، چنانچہ اس کے صرف گنتی کے چند نسخے ملتے ہیں۔ مقالہ نگار کو اس کے پانچ نسخوں کا علم ہوسکا ہے۔

(1) ایک برٹش میوزیم لائبریری میں۔ (۵۹)
(2) ایک کانگرس لائبریری، واشنگٹن میں۔
(3) ایک نسخہ ڈاکٹر عابد علی مرحوم کے ذاتی کتب خانے میں تھا۔ (۶۰)
(4) ایک نسخہ مولانا عبد الماجد دریا آبادی کی تحویل میں تھا جو انہوں نے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے کتب خانے کو عنایت کردیا تھا۔ (۶۱)
(5) ایک نسخہ بشپ آف چرچز آف پاکستان، کراچی کے کتب خانے میں۔ (۶۲)

اس کی ایک مجلد فوٹو کاپی ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد میں موجود ہے۔

مسیحی عالم ڈاکٹر خلیل سعادت کا عربی ترجمہ (1908ء)

آکسفورڈ کے انگریزی ترجمے ہی سے انجیل برنا باس کا ایک عربی ترجمہ ایک مصری مسیحی عالم ڈاکٹر خلیل سعادت نے کیا۔ مترجم نے شروع میں ایک مبسوط دیباچہ قلم بند کیا اور اس انجیل کی دریافت اور اس کے تاریخی اور علمی پہلوؤں پر بحث کی ہے۔ دیباچے پر مقام قاہرہ اور تاریخ 15 / مارچ 1908ء درج ہے۔ اس کا مقدمہ ''المنار'' کے نامور مدیر علامہ محمد رشید رضا الحسینی مصری نے لکھا ہے اور اس انجیل کی حقیقت الناشر شامل کتاب ہے۔ اسے علامہ نے اپنے مکتبہ المنار کی طرف سے 1908ء میں مصر سے شائع کیا تھا۔

عربی سے پہلا اردو ترجمہ (1916ء)

عربی ترجمے سے انجیل برنا باس کا اردو ترجمہ مولوی محمد حلیم انصاری نے بفرمائش محمد انشاء اللہ ایڈیٹر اخبار وطن لاہور مکمل کیا۔ یہ ترجمہ 1916ء میں لاہور سے شائع ہوا۔ اس میں دو صفحات بطور تعارف محمد انشاء اللہ کی طرف سے ہیں اور عربی مترجم کا مقدمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ عربی کا لفظی ترجمہ ہے اور بعض مقامات پر مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ اس کا ایک ایڈیشن ''مقدمہ انجیل برنا باس'' از قلم محمد امین صفدر کے ساتھ کشمیر بک ڈپو، اوکاڑہ کی طرف سے غالباً 1961ء میں شائع ہوا تھا۔

انگریزی متن سے اردو ترجمہ (1974ء)

1973ء میں انگریزی متن کی اشاعت کے بعد اس کا ایک اردو ترجمہ پروفیسر آسی ضیائی نے کیا تھا جو، جولائی 1974ء میں اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور سے شائع ہوا۔ اس ترجمے میں بائبل کے اردو تراجم کی پیروی کی گئی ہے اور بقول مترجم کوشش کی گئی ہے کہ اردو ترجمہ بائبل کی زبان اور طرز اداء کا حامل ہوتا کہ جو مسیحی حضرات اپنی کتاب مقدس اردو میں پڑھنے کے عادی ہیں انہیں برنا باس بھی مانوس لگے۔ مترجم کی طرف سے ضروری گزارش کے طور پر بارہ صفحات کا ایک تعارفی نوٹ ہے اور مقدمے کے طور پر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا وہ مضمون جو انہوں نے ''تفہیم القرآن'' جلد پنجم میں سورہ صف کے حاشیہ نمبر 8 کی ذیل میں لکھا تھا شامل کیا گیا ہے۔ یہ مقدمہ گیارہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ پوری کتاب دو سو چھیاسی صفحات پر مشتمل ہے۔

قدیم آرامی نسخے کی دریافت

انجیل بارناباس کے ایک قدیم نسخے کی دریافت کی اطلاع دیتے ہوئے ماہنامہ ''اردو ڈائجسٹ'' لاہور نے اگست 1985ء کے شمارے میں لکھا تھا:

> ''بارناباس کی انجیل کا ایک پرانا نسخہ حال ہی میں ترکی کے ایک غار سے دریافت ہوا ہے۔ نسخے کی ساخت تحریر اور کاربن کی چودہ تہوں سے ماہرین نے اندازہ کیا ہے کہ یہ کم از کم 1900 سال پرانا ہے۔ یہ نسخہ ترکی کے حکاری نامی ایک مقام کے نزدیکی غار میں پایا گیا ہے۔ جن لوگوں نے اسے دریافت کیا وہ اسے چوری چھپے شام یا اسرائیل لے جانا چاہتے تھے لیکن حکومت ترکی نے انہیں سرحد پر ہی پکڑ لیا۔ یہ نسخہ اصل آرامی سریانی میں پیپرس (چھال) پر مرقوم ہے۔ اس انجیل کو عیسائیوں کی مذہبی کونسل نے 325 عیسوی میں غیر مستند قرار دے دیا تھا کیونکہ اس کا بیان تحریف شدہ عیسائیت کی قلعی کھولتا تھا۔'' (٦٣)

''اردو ڈائجسٹ'' کی اس اطلاع کے بعد مقالہ نگار نے مزید معلومات کے لیے تلاش و تحقیق کا دامن پھیلایا تو ترکی کے ایک علمی مجلّے ''علم و صنعت'' کے شمارہ مارچ۔ اپریل 1986ء کا ایک مضمون ہاتھ لگا (٦٤)۔ یہ مضمون ترکی کے ایک ممتاز عالم اور محقق ڈاکٹر حمزہ پکتاش کا تحریر کردہ ہے۔ اس مضمون کے اہم نکات یہ ہیں:

1) ترکی کے شہر حکاری کے قریب گاؤں اولودیرے کے اندر ایک پہاڑی گیلے میمو کہلاتی ہے اس کے ایک غار کے اندر سے چند لوگوں کو ایک صندوق میں ایک ضخیم کتاب ملی یہ 1984ء کا واقع ہے۔

2) وہ لوگ اس کتاب کا ایک صفحہ لے کر ڈاکٹر پکتاش کے پاس آئے۔ ڈاکٹر پکتاش کو معلوم ہوا کہ وہ سریانی حروف تہجی میں لکھی گئی آرامی زبان کی عبارت ہے اور وہ بارناباس کی انجیل ہے۔

3) کاغذ کے کیمیائی تجزیے اور اس کے اوپر کے نشانات اور استعمال کردہ دوا سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ کم از کم انیس سو سال پرانا نسخہ ہے۔

4) جن لوگوں کو وہ کتاب ملی تھی وہ اسے ملک سے باہر لے جانا چاہتے تھے لیکن پکڑے گئے اور نسخہ ترکی حکومت کی تحویل میں چلا گیا۔

5) ڈاکٹر پکتاش کہتے ہیں کہ جس قدر متن انہوں نے پڑھا اور سمجھا وہ عربی اور انگریزی کے موجودہ تراجم سے خاصا ہم آہنگ ہے۔ جب تک پورے متن کا ترجمہ سامنے نہیں آتا مزید کچھ کہنے کی صورت نہیں نکل سکتی۔

''محمد ﷺ کو بلا شک وشبہ اپنے مشن کی سچائی پر یقین تھا وہ اس پر مطمئن تھے کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ہونے کی حیثیت سے انہوں نے ملک کی تعمیر واصلاح کی ہے۔ ان کا اپنا مشن نہ تو بے بنیاد تھا اور نہ ہی فریب دہی، جھوٹ وافترا پر مبنی تھا بلکہ اپنے مشن کی تعلیم و تبلیغ کرنے میں نہ کسی لالچ یا دھمکی کا اثر قبول کیا اور نہ زخموں اور تکالیف کی شدتیں ان کی راہ میں رکاوٹ بن سکیں۔ وہ سچائی کی تبلیغ مسلسل کرتے رہے۔''

(ڈیون پورٹ)

حواشی وتعلیقات

۱۔ لاوی، بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے ایک قبیلے کا نام۔لاوی مذہبی قبیلہ تصور ہوتا تھا ابتدائی مسیحیت میں پادری کا نائب لاوی کہلاتا تھا۔

۲۔ کتاب مقدس، نیا عہد نامہ، رسولوں کے اعمال، 36:4

۳۔ مکتوب ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم بنام مقالہ نگار، 12/اگست 1973ء

4- The Hurchmans Family Bible London Society for Promoting Christian Knowledge n.d.p.253

5- Strong James:A Concise Dictionary of the words in the Greek Testament Strong New York The methodist Book Concern 1984 p.18

6- Encyclopeadia Britannica Chicago 1967 vol.3.p.171

7- The new Bible Dictionary London The inter-Varsity Fellowship 1963, p.133

8- Britannica 1907 p.326

۹۔ کپرس سے مراد قبرص ہے جو مشرقی بحیرہ روم کا بہت بڑا جزیرہ ہے۔اس میں ترکی اور یونانی نسل کے لوگ آباد ہیں۔

۱۰۔ کتاب مقدس، رسولوں کے اعمال، 4:36-37

11- The New Bible Dictionary pp.133-134

12- The Hurchmans Family Bible p.253

13- Everymans Encylopeadia London J M Dent & Sons Ltd.1978 Vol.1,p.733

14- Encyclopeadia Britannica 1951 Vol.3,p.118

۱۵۔ برناباس کی انجیل: ترجمہ آسی ضیائی، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، جولائی 1947ء، ص 27

۱۶۔ برناباس کی انجیل: ترجمہ آسی ضیائی، ص 38۔

17- "As a sort of list of the apostles there can be counted the enumeration of the twelve apostles who in Preudo-Clement.Rec.1.55-62 debate with the Jews and Samarritans in the temple at jerusalem.

Here we have the following sequence:

1) matthew 55 2) Andew 56 3) And

4) James John 57 5) Philp 58 6) Bartholamew 59

7) Jamesthe son of Alphaeus 59 8) Lebbaeus 59

9) Simon Cananaeus60

10)Barnabas who is also called Mathias 60

11)Thomas 61 12) Peter 62. That Peter who is the speaker names himself last is not surprising."

Scheneemalcher Whilhelm (English Trans. R. Mcl. Wilson): New Appocrypha Philadelphia The Westminster Press 1965 Vol.II,p.37

18- Britannica 1967 Vol.2 p.127

19- The Encyclopaedia Americana 1982 Vol.2,p.106

۲۰۔ کتاب مقدس، نیا عہد نامہ، گلتیوں کے نام، پولس رسول کا خط، 12:11-13، ص179۔

21- Wells p.130

22- Bucaille Dr. Maurice: The Bible the Quran and Science Indiana American Trust Publications 1979. p.52.

۲۳۔ برناباس کی انجیل: ترجمہ، آ سی ضیائی، ص27

۲۴۔ عثمانی، مولانا محمد تقی: بائبل سے قرآن تک (اردو ترجمہ "اظہار الحق") کراچی، مکتبہ دار العلوم، جلد اول، 1968ع، مقدمہ، ص158

۲۵۔ برناباس کی انجیل: ترجمہ، آ سی ضیائی، ص34

۲۶۔ برناباس کی انجیل: ترجمہ آ سی ضیائی، ص44

27- Chambers Encyclopaedia 1988 Vol.1,p.745

28- Chamberss Encyclpeaedia New Revised Edition 1973, Vol.2,p.129

29- Britannica 1951 Vol.3,p.118

30- Everymans Encylopaedia Vol.1,p.733

31- S.E.A : Life of St.Barnabas A sketch for Nurses London W.Knott *Holborn n.d.p.84*

یہ چھوٹی سی کتاب برٹش میوزیم لائبریری میں محفوظ ہے اور مقالہ نگار کو وہیں دیکھنے کا موقع ملا تھا۔

32- Britannica 1967. Vol.19, P.932

۳۳۔ برناباس کی انجیل: ترجمہ آسی ضیائی، باب 221، ص 284-285

۳۴۔ برناباس کی انجیل: ترجمہ آسی ضیائی، آغاز، ص 27

۳۵۔ برناباس کی انجیل: آغاز، ص 27

۳۶۔ برناباس کی انجیل: باب 222، ص 286

37- The Encyclopaedia of Religion, New York, Macmillan Publishing Company,1987,Vol.II,P.212.

38- Americann,Vol.15,P.437

39- Muhammad Ata-ur-Rehman:Jesus-A Prophet of Islam,Karachi, Begum Aisha Bawany Waqf,Nov.1981,p.79

40- Sale,George:The Koran,Translation,London,Federick warne & co 1894,To the Reader,p.x

41- Britannica,1907,Vol.3, p.326

42- Muhammad Ata-ur-Rehman, p.43

43- S.A.E:Life of St.Barnabas,pp.84-85

44- Slomp,Rev Dr.Jan:The Gospel of Barnabas,An Essay and Inquiry, Hyderabad,India,Henery Martin Institute of Islamic Studies, 1975, P.v.ii.

۴۵۔ اگر ہم تحریری شواہد، روایت اور مسیحیات سے متعلق اعتقادی اور عباداتی ضابطہ کاریوں پر بھروسہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ انجیل مسیحیوں کی تیسری نسل میں سے کسی شخص نے 75ء اور 100ء کے درمیان تصنیف کی۔

(Britannica,1967,Vol.14,p.1118)

۴۶۔ اس انجیل کا فقرہ 22,7 اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ 70ء میں معبد کی تباہی کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔ اس لیے نتیجے کے طور پر اس انجیل کی تاریخ عموماً 80ء یا 85ء کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔

(Americana,1982,Vol.18,p.514)

۴۷۔ یہ انجیل حواریوں کے عہد کے بعد کی لکھی ہوئی ہے اور شاذ ہی کوئی محقق اس کی تاریخ 75ء یا 80ء سے پہلے بتائے گا۔

(Chambers's,1972,Vol.9,p.157)

۴۸۔ اس بات پر اکثریت کا اتفاق ہے کہ یہ انجیل 70ء کے بعد لکھی گئی ہے۔

(Dictionary of the Bible,p.554)

49- Scheneemalcher,Whilhelm:New Testament Appocrypha p.67

50- Americana,1982,Vol.3,p.243

51- Britannica,1951,Vol.3,p.119

52- Britanic, 1967, Vol.10,p.51

53- Sale,1894,To the Readr,p,x

۵۴۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، چوک انارکلی، 1987ء، جلد اول، ص816

55- The Gospel of Branabs English Translation, Lonsdale and Laura Regg. Oxford, Clarendon Press 1907, Introducation, p,xvi,

56- ibid,p.xlviii,xlix

۵۷۔ انجیل برنباس: اردو ترجمہ از مولوی محمد حلیم انصاری، لاہور 1916ء دیباچہ عربی مترجم ڈاکٹر خلیل سعادت، ص10-11

۵۸۔ مودودی، مولانا ابوالاعلیٰ: تفہیم القرآن، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، 1984ء جلد پنجم، ص467

۵۹۔ مقالہ نگار کو یہ نسخہ 1982ء میں دیکھنے کا موقع ملا۔

۶۰۔ ذاتی مکتوب ڈاکٹر عابد احمد علی، مورخہ 12۔اگست 1973

۶۱۔ مولانا عبدالماجد دریابادی کا تبصرہ کتاب ہفت روزہ ''صدق'' لکھنؤ (14۔اپریل 1975ء)

-62 Personal letter by Dr. Jan Slomp, March 30,1976.

۶۳۔ ماہنامہ ''اردو ڈائجسٹ'' لاہور (اگست 1985ء) ص202

64- Paktas, Dr. Hamza: "Barnabas Incilinin Yeni Bir Nushasi Uzerine ; Ilim ve Sanat Dergisti, Istanbul, Turkey. (Mart/Nisan 1986), pp.91-94

مذکورہ مضمون کے انگریزی اور اردو تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی تفصیل یوں ہے:

بشیر محمود اختر: بارناباس کی دریافت۔ اصل انجیل سے متعلق ترک محقق حمزہ پکتاش کے تاریخ انکشافات، لاہور، ماہنامہ ''اردو ڈائجسٹ'' (مارچ 1991ء) ص139-142

Bashir Mahmud Akhtar : The Gospel of Barnabas, A Newly Discovered Manuseript Peshwar,Research Journal, Shakh Zayed Islamic Centre, University of Peshwar (Dec.1993), pp.17-23.